۳۴ / ۱۱ / ۱۴۴۳ھ

۱۲ / ۲ / ۱۴۴۳ھ

۹۱/۲۷۸ — ۲۸۰

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) زید گھر سے (۴۸) میل سفر کے ارادہ سے نکلتا ہے اور واپسی پر نماز کے وقت کے اندر اندر اپنے وطن اصلی پہنچ سکتا ہے تو اس صورت میں وہ راستہ ہی میں قصر کرلے یا مقام پر پہنچ کر پوری پڑھے جیسا کہ کوئی آدمی روہڑی سے کراچی آیا ہے واپسی پر وہ خیرپور پہنچا اور نماز پڑھ لی حالانکہ وہ وقت کے اندر پہنچ کر نماز پوری پڑھ سکتا تھا تو اس صورت میں نماز کو لوٹانا پڑیگا یا نماز ادا ہو گئی؟ زید کا کہنا ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے دی گئی کا فائدہ اٹھاؤ اور قصر پڑھ لو۔ کیا حکم ہے وضاحت فرمادیجیے؟

(۲) مونچھوں کے تراشنے میں قصر افضل ہے یا حلق؟ زید کا کہنا ہے کہ امام طحاوی ؒ نے حلق کو افضل قرار دیا ہے یہ بات کہاں تک درست ہے؟ پھر حلق اگر افضل ہے یا کس چیز سے کرنا چاہیے؟ زید کا کہنا ہے کہ چہرہ پر استرے کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ زید کے اس قول کی کہاں تک تصدیق کی جائے؟ آجکل کی الیکٹرک مشینیں استرے کے حکم میں ہیں یا قینچی کے حکم میں؟ زید کا کہنا ہے کہ الیکٹرک مشین قینچی کے حکم میں ہے کیونکہ قینچی میں بھی دو بلیڈوں کا استعمال ہوتا ہے اور مشین میں بھی دو بلیڈ ہی استعمال ہوتے ہیں۔ عمرو کا کہنا ہے کہ حلق استرے سے ہی ممکن ہے آجکل کی الیکٹرک مشین بھی استرے کے حکم میں ہے اس لیے کہ قینچی سے اگر صفائی کی جائے اور مونچھوں کو صاف کیا جائے تو وہ اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتی جس درجہ تک استرہ پہنچتا ہے اور الیکٹرک مشین بھی استرے کے حکم میں ہے باعتبار صفائی کے

تو اس میں ان دونوں کی باتوں کی کیا اہمیت ہے آپ مدلل و مکمل ہر جزئی کا جواب عنایت فرمائیں۔

(۳) کیا صحابی کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کہنے کے بجائے "علیہ السلام" کہا جاسکتا ہے یا انبیاء کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یا حسن رضی اللہ عنہ کے بجائے حسن علیہ السلام کہہ سکتے ہیں؟ حالانکہ دونوں دعائیہ کلمات ہیں تو فرق کی کیا وجہ ہے؟ فرق واضح فرمادیجیے؟

بینوا وتوجروا

المستفتی محمد نعمان رفیق سنکوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) سفر سے واپسی پر کوئی شخص ایسے وقت اپنے مقام پر پہنچے کہ نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل وہ اپنے وطن اصلی پہنچ کر نماز ادا کرسکتا ہے تو اس کو دونوں باتوں کا اختیار ہے کہ سفر ختم ہونے سے پہلے ہی کسی

...... جاری ہے

Scanned by CamScanner

مقام پر رک کر مسافرانہ نماز ادا کرلے یا وطن پہنچ کر پوری نماز ادا کرے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں روہڑی میں رہنے والے نے کراچی سے واپسی کے سفر پر ظہر کی نماز
میں ہی نماز ادا کرلی اور اس کے بعد وقت کے اندر اندر روہڑی پہنچ گیا تو اس کو
دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں، پہلی نماز صحیح ہو گئی۔
اس بارے میں زید کے قول پر کوئی اشکال والی بات نہیں۔

ولو كان مسافرا في أول الوقت إن صلى صلاة السفر ثم
أقام في الوقت لا يتغير فرضه، وإن لم يصل حتى أقام في آخر الوقت ينقلب
فرضه أربعا، وإن لم يبق في الوقت إلا قدر ما يسع فيه بعض الصلاة كما لو
بلغ الصبي في آخر الوقت ...... ولم يبق من الوقت إلا قدر ما يسع فيه التحريمة
(الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني والعشرون، ۲/۱۵،۲۰۲، قديمي)
(الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر، ۱/۱۴۲، رشيدية)

(المسافر الذي استحكم سفره بمضي ثلاثة أيام مسافرا (يقصر حتى) (ولا يزال)
بدخول مصره) يعني وطنه الأصلي.
(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب صلاة السفر، ص ۴۲۵، رشيدية)

وقال في النافع: قال رحمه الله تعالى: وهذه المسألة تدل على أن
الصلاة في أول الوقت أفضل عندنا إلا إذا تضمن التأخير فضيلة لا
تحصل بدونه كتكثير الجماعة. انتهى.
(فتاوى اللكنوي، ما يتعلق بالتيمم، ص ۸۱، دار ابن الحزم)

۲ ا: مونچھیں تراشنے کے بارے میں احادیث مبارکہ میں "قص الشارب، أحفوا
الشوارب، انهكوا الشوارب اور جزوا الشوارب" کے الفاظ ملتے ہیں۔
"احفاء اور نہک" کے معنی کتروانا اور اس میں خوب مبالغہ کرنے کے آتے ہیں اور
"جز" کے معنی "بالوں کو اس طرح کاٹنا کہ جلد نظر آجائے" ہیں۔ ان احادیث کی شروحات
اور اقوال فقہاء سے مجموعی طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ تمام علماء کے نزدیک
ترشوانا، کتروانا سنت ہے اور حلق کے بارے میں بعض علماء بدعت کے قائل ہیں
اور بعض سنت کے۔ لہٰذا جب کسی امر میں سنت و بدعت جمع ہو جائیں
تو ترک اولیٰ ہے، البتہ حلق جائز ہے۔
خلاصہ یہ کہ مونچھوں کو اس طرح کتروایا جائے کہ وہ حلق (مونڈنے) کے مشابہ ہو
جائیں۔ نیز حلق و قصر کے قائلین کا ایک دوسرے کی مخالفت اور تردید کرنا جائز
نہیں ہے۔

ب: زید کا یہ کہنا "کہ چہرے پر استرے کا استعمال مکروہ تحریمی ہے" داڑھی پر استرا
استعمال کرنے کی حد تک تو صحیح ہے، لیکن مونچھوں کے بارے میں استرے کے استعمال

Scanned by CamScanner

دار الافتاء

کو مکروہ تحریمی کہنا درست نہیں۔

ح: آجکل کی الیکٹرک مشین اگر قینچی کی طرح بالوں کو کترتی ہیں (جیسا کہ مشاہدہ ہے) تو یہ قینچی کے حکم میں ہوں گی۔

عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أحفوا الشوارب واعفوا اللحى.

(سنن النسائي: كتاب الطهارة، ذكر الفطرة، ۱/۷، قديمي)

عن محمد بن عجلان، قال، قال لي عثمان بن عبد الله بن رافع: رأيت أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهكون شواربهم حتى الحلق.

(سنن الكبرى: كتاب الطهارة، كيف الأخذ من الشارب، ۱/۲۳۲، دار الكتب العلمية)

عن عمار بن ياسر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الفطرة عشرة، فذكر قص الشارب ...... كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بجز شاربه.

(شرح معاني الآثار: كتاب الكراهة، باب حلق الشارب، ۲/۳۶۶، ۳۶۷، سعيد)

فكل هذه الألفاظ تدل على أن المطلوب المبالغة في الإزالة، لأن الجز وهو ..... قص الشعر والصوف إلى أن يبلغ الجلد. والإحفاء ..... الاستقصاء والنهك ..... المبالغة في الإزالة ..... والمراد بالحديث المبالغة في أخذ الشارب حتى يبدو حرف الشفتين. وقال أشهب: سألت مالكاً عمن يحفي شاربه فقال أرى أن يوجع ضرباً وقال لمن يحلق شاربه، هذه بدعة ظهرت في الناس

(فتح الباري: كتاب اللباس، باب قص الشارب، رقم ۵۸۸۸، ۱۰/۳۲۵، قديمي)

(عمدة القاري: كتاب اللباس، باب قص الشارب، رقم ۵۸۸۸، ۲۲/۶۸، دار الكتب العلمية)

وقد دلت المسألة، السنة على الأمرين، ولا تعارض فإن القص يدل على أخذ البعض، والإحفاء يدل على أخذ الكل، وكلاهما ثابت.

(مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، رقم ۴۴۱۹، ۸/۲۰۹، رشيدية)

(أوجز المسالك: ما جاء في الفطرة، ۶/۲۳۰، ۲۳۱، امدادية، ملتان)

(قوله: ولفظة الأخذ تدل على أنه هو السنة فيه دون الحلق) يشير إلى

Scanned by CamScanner

خلاف ما ذكر الطحاوي في شرح الآثار، حيث قال: القص حسن، وتفسيره أن يقص
حتى ينتقص من الإطار...... ثم قال الطحاوي: والحلق أحسن، وهذا قول أبي حنيفة
وأبي يوسف ومحمد والمذهب عند بعض المتأخرين من مشايخنا أن السنة
القص اهـ فالمصنف إن حكم بكون المذهب القص أخذا من لفظ الأخذ في الجامع
الصغير فهو أعم من الحلق أخذ، والذي ليس أخذ هو النتف. فإن ادعى أنه
المتبادر بكثرة استعماله فيه منعناه، وإن سلم فليس المقصود في الجامع هنا
بيان ما في إزالة الشعر على المحرم، ألا ترى أنه ذكر في الإبط الحلق ولم يذكر كون
المذهب فيه استنان الحلق، فعلم أن المقصود ذكر ما يفيد الإزالة بأي طريق
حصلت لتعيين حكمه، وأما الحديث...... فإن المراد منه المبالغة في الاستئصال......
وبأي شيء حصل المقصود غير أنه بالموسى أيسر منه بالمقصة، وقد يكون بالمقصة
أيضاً مثله، وذلك بخاص منها يصنع للشارب فقط، فقول الطحاوي:
الحلق أحسن من القص يريد القص الذي لم يبلغ ذلك المبلغ في المبالغة،
فإن عند أهل الصناعة قصا يسمونه قص حلاقة.
(فتح القدير: كتاب الحج، باب الجنايات، ٣/ ٣١، رشيدية، طبع جديد)

وفيه حلق الشارب بدعة وقيل سنة، وفي الشامية تحت قوله
(وقيل: سنة) مشى عليه في الملتقى، وعبارة المجتبى بعد ما رمز للطحاوي حلقه
سنة، ونسبه إلى أبي حنيفة وصاحبيه، والقص منه حتى يوازي الحرف
الأعلى من الشفة العليا سنة بالإجماع اهـ............ واختلف في
المسنون في الشارب هل هو القص أو الحلق؟ والمذهب عند بعض
المتأخرين من مشايخنا أنه القص. قال في البدائع: وهو الصحيح، و
قال الطحاوي: القص حسن، والحلق أحسن، وهو قول علمائنا الثلاثة.
(رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ٩/ ٢٢٥،
كتاب الحج، باب الجنايات، ٣/ ٦٦٠، دار المعرفة، بيروت).

Scanned by CamScanner

دار الافتاء

إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة راجحاً على فعل البدعة.

(رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، ۲/ ۳۹۳، دار المعرفة)

---

۳ — "رضی اللہ عنہ" اور "علیہ السلام" میں نفسِ دعا ہونے کے اعتبار سے استعمال کئے جانے میں تو کوئی فرق نہیں ہے، لیکن اصطلاح میں "علیہ السلام" کو فقط انبیائے کرام اور فرشتوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ البتہ اگر کسی اور کا ذکر ان کے ساتھ آئے تو بطور تبعیت اُن کے لیے بھی استعمال جائز ہوگا، اور غیر انبیاء کے لیے مستقلاً "علیہ السلام" کا استعمال چونکہ روافض کا شعار ہے اس لیے اس کو ترک کرنا ضروری ہے، ورنہ مکروہ ہے۔

اور "رضی اللہ عنہ" کا استعمال صحابہ کرام اور "رحمہ اللہ" کا استعمال تابعین، صلحاء و اولیاء کرام کے ساتھ مستحب ہے، ان دعائیہ جملوں میں تبدیلی کرتے ہوئے صحابہ کرام کے ساتھ رحمہ اللہ تعالیٰ اور اولیاء کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا استعمال بھی درست ہے، اگرچہ افضل و اولیٰ پہلی صورت ہے۔

(ولا يصلي على غير الأنبياء ولا غير الملائكة إلا بطريق التبع) وفي الغاية تحت قوله (ولا يصلي على غير الأنبياء الخ) لأن في الصلوة من التعظيم ما ليس في غيرها من الدعوات وهي زيادة الرحمة والقرب من الله تعالى، ولا يليق ذلك لمن يتصور منه الخطايا والذنوب إلا تبعاً بأن يقول: اللهم صل على محمد وآله وصحبه وسلم، لأن فيه تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم، زيلعي.

واختلف هل تكره تحريماً أو تنزيهاً أو خلاف الأولى؟ وصحح النووي في الأذكار الثاني، لكن في خطبة شرح الأشباه للبيري: من صلى على غيرهم أثم وكره، وهو الصحيح .... (ويستحب الترضي للصحابة) (والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار، وكذا عكسه) وهو الترحم للصحابة والترضي للتابعين ومن بعدهم (على الراجح) ذكره القرماني.

Scanned by CamScanner

وقال الزيلعي: الأولى أن يدعو للصحابة بالترضي وللتابعين بالرحمة ولمن بعدهم بالمغفرة والتجاوز.

(الدر مع الرد: كتاب الخنثى، مسائل شتى، ١٠/ ٥١٨ - ٥٢٠، دار المعرفة)

(الأذكار للنووي: باب استفتاح الدعاء بالحمد لله تعالى والصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم ص ١٥٩، ١٦٠، مكتبة دار البيان)

عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى لا يصلى على غير الأنبياء والملائكة ومن صلى على غيرهم على وجه التبعية فهو غال من الشيعة التي نسميها الروافض. انتهى. ومفهومه أن حكم السلام ليس كذلك ولعل وجهه أن السلام تحية أهل الإسلام ولا فرق بين السلام عليه وعليه السلام إلا أن قول "علي عليه السلام" من شعار أهل البدعة فلا يستحسن في مقام المرام.

(شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، قبيل في ما يتعلق بالقرآن ص ٢٧٧، محمودية كوئٹہ)

(وكذا في كشف الباري: كتاب التفسير، سورة الذاريات ص ٦٢٢ مكتبة فاروقية كراچي) فقط

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه:

محمد راشد ڈسکوی

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٢٩/ ١١/ ٣٠هـ

الجواب صحيح

[signature]

١/ ١٢/ ٣٠هـ

الجواب صحيح

[signature] غفرله

١/ ١٢/ ١٤٣٠هـ

جامعة فاروقية — دار الإفتاء